علم کیا ہے؟

ابواب العلم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

درسِ حدیث

مولانا عبداللطیف مدنی*

علم کی تعریف:

علم جہالت کی ضد ہے اور جہالت تاریکی کا نام ہے۔ جہالت میں واضح چیزیں بھی چھپی رہتی ہیں اور جب علم کی روشنی نمودار ہوتی ہے تو وہ چیزیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔علم بے شک اللہ کا نور اور اس کا خصوصی انعام ہے جو اپنے خاص بندوں کی عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ اپنے حبیب سیدالاوّلین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم اوّلین و آخرین سے سرفراز فرمایا پھر علم میں اضافہ اور ترقی کے لیے ان لفظوں سے دعا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا: ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً''......(اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے) جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی سلسلے میں زیادتی طلب کرنے کا حکم نہیں دیا گیا......سچ ہے

علم سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں
جَہل سے بدتر کوئی نقمت نہیں
رتبہ ملا آدم کو اس علم سے
ورنہ خاک کی تو خاک میں بھی عظمت نہیں

علم کی غرض وغایت:

علم سے مقصود یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی پسندیدہ چیزیں معلوم ہوں تا کہ ان کو بجا لایا جائے اور اس کی ناپسندیدہ چیزیں معلوم ہوں تا کہ ان سے بچا جائے اور بندہ بندگی کے حقوق وآداب سے بہرہ ور ہو کر دنیا وآخرت میں ہمیشہ کی کامیابی سے ہمکنار ہو جائے اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرمائے۔اب ابواب العلم میں اس علم کے فضائل اور اس کے حقوق وآداب اور حاصل کرنے کے طریقوں کا بیان ہوگا۔

* استاد الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ (ضلع جھنگ)

علم کے ابواب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں (بَابُ اِذَا اَرَاللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا اَفَقَّھَہ' فِی الدِّیْنِ)

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ ھِنْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ. وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَمُعَاوِیَۃَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔''

تشریح: اس حدیث سے علم کی فضیلت اور تفقہ فی الدین کی عظمت معلوم ہوتی ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو تفقہ فی الدین حاصل ہو جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ خیراً میں تنوین تعظیم کے لیے اور مطلب یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر عظیم اور بڑی بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں تو جس کو دین کی سمجھ حاصل ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر عظیم کا فیصلہ فرما دیا۔ یہ محض عطاء الٰہی سے ہے جو انتہائی قابل قدر اور لائق شکر ہے۔ فقہ بمعنی فہم اس سے علم میں مہارت مراد ہے اور بعض کے نزدیک اس سے فقہی علوم مراد ہیں اور بعض علماء نے فرمایا اس سے مراد وہ تمام علوم ہیں جن کا تعلق دین سے ہے۔ حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ فقہاء کون ہیں۔ انھوں نے فرمایا: ''الفقیہ ھو الزاھد فی الدنیا والراغب فی الاخرۃ'' یعنی جو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف راغب ہو وہ فقیہ ہے۔

''یفقہ فی الدین'' کا مطلب یہ ہے کہ اسے دین میں مہارت عطا فرما دیتا ہے اور دین میں مہارت بھی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت وشوق کا ذریعہ ہے اور علم حقیقی وہی ہے جو انسان بنائے (انسانیت سکھائے) اگر علم انسان کو حلال وحرام میں تمیز نہ کرائے اور وہ شخص علم کے مقتضا پر عمل نہ کرے وہ علم نہیں ہنر ہے، کاروبار اور کھانے کا ذریعہ ہے۔

طالب علم کی فضیلت

بَابُ فَضَلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُبْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْماً سَھَّلَ اللّٰہُ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّۃِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی راستہ پر علم حاصل کرنے

کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔

تشریح: علم سے مراد علم شریعت ہے اس لیے علم کو انبیاء کی وراثت قرار دیا گیا اور وہ علم شریعت ہی ہے۔ اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ میرے مال سے علماء کی امداد کی جائے تو اس کا مصرف صرف اصحاب تفسیر وحدیث و فقہ ہوں گے۔ (عمدہ ج ۲، ص ۴۲) اور علماء صرف وہ ہیں جنھیں قرآن وحدیث عالم کہے ورنہ بہت سے لوگ علم ہوتے ہوئے بھی گمراہ ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ”وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ“ (سورۃ جاثیہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے۔“

اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص علم دین کے حصول کے لیے کسی راستہ کو اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی راہ آسان کر دے گا یعنی اسے دنیا میں معرفت وحقیقت کی دولت سے نوازا جائے گا اور عبادت خداوندی کی توفیق عنایت فرمائی جائے گی تا کہ وہ اس کے سبب جنت میں داخل ہو سکے یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایسے شخص پر آخرت میں جنت کے دروازہ کا راستہ اور جنت میں جو محل اہل علم کے لیے مخصوص ہے اس کی راہ آسان کر دی جائے گی۔ گو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں علم کی جو راہ ہے وہی آخرت میں جنت کی بھی راہ ہے اور علم کے دروازوں کے علاوہ جنت کی تمام راہیں بند ہیں یعنی علم کے بغیر جنت میں داخل ہونا مشکل ہے مگر شرط یہی ہے کہ علم خصوص نیت اور للّٰہیت کے جذبہ سے حاصل کیا گیا ہو اور پھر اس پر عمل کی توفیق بھی ہوتی ہو۔

حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَلِيٍّ نَاخَالِدُبْنُ يَزِيْدُ الْعَتَكِيُّ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَهُوَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعُ .هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلا تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے (یعنی جہاد میں ہے) یہاں تک کہ وہ واپس ہو۔

حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلّٰى نَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لَّمَا مَضٰى هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفُ الْاِسْنَادِ وَاَبُوْ دَاوٗدَ اِسْمُهٗ نُفَيْعُ الْاَعْمٰى يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يُعْرَفُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيْرُ شَيْءٍ وَلَا لِاَبِيْهِ .

ترجمہ: حضرت سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس (شخص) نے علم حاصل کیا وہ (حصول علم) اس کے گزرے ہوئے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے۔

تشریح: حضرت سخبرہؓ کی روایت تو واضح ہے جس کا مطلب ہی کافی ہے البتہ حضرت انس بن مالک ﷺ کی روایت کردہ حدیث کی کچھ وضاحت پیش کی جاتی ہے۔ جو شخص اپنے عزیز واقارب، ماں باپ کی شفقت اور اپنے گھر بار کی راحتیں ترک کرکے علم دین حاصل کرنے کے لیے اپنے وطن سے نکلتا ہے خواہ علم فرضِ عین ہو یا فرض کفایہ (یعنی ضرورت و حاجت سے زیادہ) تو وہ طالب علم' مجاہد فی سبیل اللہ کے مرتبہ میں ہوتا ہے جو ثواب خدا کی راہ میں مجاہد کو ملتا ہے وہی اس طالب علم کو بھی ملتا ہے اس لیے کہ جس طرح مجاہد اس جذبہ سے میدانِ جنگ میں پہنچتا ہے کہ وہ خدا کے دین اور خدا و خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا بول بولا کرے۔ اسی طرح طالب علم کا مقصد دین حاصل کر کے خدا کے دین کو تمام عالم میں پھیلانا ہے اور شیطان کے مکر وفریب سے لوگوں کو محفوظ کر کے شیطان کو ذلیل وخوار کرنا ہے۔ لہٰذا یہ جب تک علم حاصل کر کے اپنے گھر واپس نہیں آجاتا برابر میدان جہاد کا ثواب حاصل کرتا رہتا ہے۔

علم چھپانے کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کِتْمَانِ الْعِلْم

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَیْلِ بْنِ قُرَیْشِ الْیَامِیُّ الْکُوْفِیُّ نَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہ' ثُمَّ کَتَمَہ' اُلْجِمَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات پوچھی گئی جو اسے معلوم تھی مگر اس نے چھپایا یعنی بتایا نہیں' تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

تشریح: یہ وعید ایسے عالم کے باب میں ہے جو دینی باتیں معلوم ہونے کے باوجود لوگوں کو نہیں بتاتا اور سائل کو جواب نہیں دیتا۔ علم کی بات سے مراد یہ ہے کہ اس کی تعلیم واجب اور ضروری ہو مثلاً کوئی شخص اسلام لانے کا ارادہ کرے اور کسی عالم سے کہے کہ مجھے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرو اور بتاؤ کہ اسلام کیا چیز ہے یا نماز کے وقت نماز کے مسائل اور احکام دریافت کرے یا کسی حلال وحرام چیز کا فتویٰ معلوم کرنا چاہتا ہے تو ان سب چیزوں کا جواب دینا اور صحیح' صحیح بات بتانا عالم کے لیے ضروری ہے ورنہ اگر جانتے ہوئے کوئی نہیں بتاتا تو پھر اس کے لیے مذکورہ وعید ہے اور یہ جزا بالمثل ہے کیونکہ اس جب علم کی بات پوچھی گئی تو اس نے سکوت کرتے ہوئے منہ بند رکھا گویا لگام ڈالی گئی تھی اس لیے اس کے بدلے میں قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فضل وکرم سے درگزر روالا معاملہ فرمائے۔